فحاشی کا سیلاب......ایک لمحہ فکریہ

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی

اسلام کی بنیاد جن اعمال وافکار پر ہے ان میں سے ایک اہم ترین اساس عفت وعصمت ہے اور اسلام کی بے شمار تعلیمات اسی محور کے گرد گھومتی ہیں' اسلام اپنے پیروں کے لیے بالخصوص اور پوری دنیا کے لیے بالعموم جس معاشرے کی تعمیر کرنا چاہتا ہے وہ ایک ایسا پاکیزہ اور صاف ستھرہ معاشرہ ہے جس کے سر پر عفت وعصمت کا تاج ہو اور جس کے اعمال وافکار کے کسی گوشے میں بداخلاقی اور بے حیائی کی گنجائش نہ ہو' چنانچہ اس مقصد کے لیے اسلام نے اپنی قانونی اور اخلاقی تعلیمات میں انتہائی جز رسی کا مظاہرہ کیا ہے اور ان تمام چور دروازوں پر پہرے بٹھائے ہیں جہاں سے معاشرے میں بے حیائی کے گھس آنے کا احتمال ہو۔

سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفی ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے:

من یضمن لي ما بین لحییه وما بین رجلیه أضمن له الجنة (صحیح بخاری)

''جو شخص مجھے اپنے دو جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور اپنی ٹانگوں کے درمیان وال چیز (یعنی شرمگاہ) کی ضمانت دیدے (کہ اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہیں کرے گا) اس کے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں''۔

اس حکیمانہ ارشاد نے انسانی معاشرے کی دکھتی ہوئی رگوں پر ہاتھ رکھ دیا ہے' حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں جتنے بھی گناہ اور جتنے جرائم سرزد ہوتے ہیں ان کے دو ہی سبب ہوتے ہیں......یا زبان کی بے اعتدالی' جس میں بدزبانی بھی داخل ہے اور پیٹ کی خواہش پوری کرنے کے لیے کیے جانے والے تمام جرائم بھی' یا پھر جنسی خواہشات کی بے اعتدالی پورے معاشرے پر اثر انداز ہوتی ہے اور بالآخر اسے تباہ وبرباد کر کے چھوڑتی ہے' چنانچہ اسلام ان دونوں معاملات میں انتہائی حساس دین ہے اور اس میں دونوں بداعتدالیوں کی روک تھام کے لیے بڑے وسیع' دوررس اور ہمہ گیر احکام دیے گئے ہیں۔

جنسی جذبہ انسان کا ایک فطری جذبہ ہے جو اعتدال میں رہے اور پاکیزگی کے ساتھ استعمال ہو تو زندگی میں لطف وسرور پیدا کرتا ہے' بقائے نوع انسانی کا ذریعہ بنتا ہے اور اس سے الفت ومحبت کے مقدس رشتے استوار ہوتے ہیں

لیکن اگر یہی جذبہ حد سے بڑھ جائے اور بہیمیت کا رُخ اختیار کر لے تو پورے نظامِ زندگی کو تہہ و بالا کر ڈالتا ہے' اس سے معاشرہ انارکی کا شکار ہو جاتا ہے' باہمی تعلقات و روابط کا سارا نظام مصنوعی ہو کر رہ جاتا ہے' اختلاطِ انساب کے فتنے پیدا ہوتے ہیں' اخلاقی و جسمانی بیماریوں کی وبائیں پھوٹتی ہیں' باہمی نفرت و عداوت کے شعلے بھڑکتے ہیں' اجتماعی قوتِ عمل سرد پڑ جاتی ہے اور انسان اشرف المخلوقات کے منصب سے پھسل کر کتے' بلیوں کی صف میں آ گرتا ہے۔

چنانچہ اسلام نے رہبانیت کی طرح جنسی جذبے کو بالکل رد نہیں کیا بلکہ ایک طرف انسان کے اس فطری جذبے کو پوری طرح تسلیم کیا ہے' اس کے صحیح استعمال کی خاطر نکاح کا پاکیزہ طریقہ تجویز فرمایا ہے' اس کے لیے بے شمار آسانیاں فراہم کی ہیں اور نکاح کے احکام و ضوابط میں اس بات کی پوری رعایت رکھی ہے کہ یہ پاک باز رشتہ انسان کے فطری جذبات کی تسکین کے لیے پوری طرح کافی ہو جائے اور دوسری طرف ان بے اعتدالیوں پر کڑی بندشیں عائد کی ہیں جن سے انسان کے خیالات بھٹکتے ہیں' جن سے اس کی خواہش بے قابو ہو جاتی ہیں' جن سے لذت پرستی کی جوع البقر پیدا ہوتی ہے اور جو معاشرے میں کسی بھی حیثیت سے عریانی و فحاشی اور بے حیائی پھیلانے کی ذمہ دار ہو سکتی ہے۔

اس مقصد کے لیے قرآن و سنت میں اخلاقی و قانونی ہدایات ایک طویل سلسلہ ہے جس کا آغاز اس ہدایت سے ہوتا ہے کہ:

"قل للمؤمنين يغضوا من أبصاهم و يحفظوا فروجهم ذلك أزكى لهم إن الله خبيرٌ بما يصنعون "(نور۳۰)

''آپ مسلمانوں سے کہیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے خوب پاکیزگی کا باعث ہے، بے شک اللہ تعالی کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں''۔

اور دوسری طرف خواتین کو ارشاد ہے:

"وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ "

''اور تم اپنے گھروں میں رہو اور پچھلی جاہلیت کی طرح اپنی زیب و زینت کی نمائش کرتی نہ پھرو''۔

بلکہ اس سے پہلے ان کو یہاں تک ہدایت دی گئی کہ:

"فلا تخضعن في القول فيطمع الذى في قلبه مرض وقلن قولاً معروفاً "(احزاب:۳۲)

''پس تم (نامحرم مردوں سے) نزاکت کے ساتھ بات نہ کرو، کہ جس شخص کے دل میں روگ ہو وہ لالچ کرنے لگے اور قاعدے کی بات کرو''۔

اور پورے معاشرے کے خیالات و جذبات کو پاکیزہ رکھنے کے لیے نشر و اشاعت کے ذرائع کو تنبیہ کی گئی کہ:

"إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة فى الذين آمنوا لهم عذابٌ أليم فى الدنيا والأخرة والله يعلم وأنتم لا تعلمون "(نور۱۹)

''بلاشبہ جو لوگ مسلمانوں میں فحاشی کا چرچا چاہتے ہیں ان کے لیے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب

ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

اس قسم کی بے شمار ہدایات کے ذریعہ انسان کے کان، آنکھ، دل اور اس کے تمام خیالات و جذبات پر خوف خدا اور فکر آخرت کے پہرے بٹھائے گئے ہیں پھر ان ہدایات کی انتہاء سو کوڑوں اور سنگساری کی اس لرزہ خیز اور عبرت ناک سزا پر ہوتی ہے جو اسلام نے ان بدکاروں کے لیے مقرر فرمائی ہیں۔

قرآن و سنت کے ان ارشادات اور سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات و تربیت کا اثر تھا کہ اسلامی معاشرہ عفت و عصمت اور جنسی جذبات کے اعتدال میں دنیا مثالی معاشرہ تھا۔ اب سے کچھ عرصے پہلے تک دین سے ہزار دوری اور اخلاق کے ہزار انحطاط کے باوجود مسلمان اس لحاظ سے بڑی حد تک ممتاز تھے کہ عفت و عصمت اور شرم و حیا کی قدریں ان کی رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی اور دینی پابندیوں کے علاوہ اس معاملہ میں خاندانی روایات کی بڑی حد تک پاسداری کی جاتی تھی، چنانچہ مغربی ممالک میں آبرو باختگی اور اخلاقی دیوالیہ پن کے جو واقعات سننے میں آتے تھے انہیں یہاں نفرت و حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

لیکن یہ حقیقت انتہائی کرب انگیز اور تشویش ناک ہے کہ اب دوسری سینکڑوں بدعنوانیوں کے ساتھ اس معاملہ میں بھی ہمارے معاشرے کا مزاج نہایت تیز رفتاری سے بدل رہا ہے اور مغربی معاشرے کی وہ تمام لعنتیں جنہوں نے مغرب کو اخلاقی تباہی کے آخری سرے پر پہنچا دیا ہے، رفتہ رفتہ ہمارے درمیان بھی تباہ کن رفتار سے سرایت کر رہی ہے یہاں تک کہ وہ خاندان جو عفت و عصمت، شرافت و متانت اور شرم و حیا کے اعتبار سے مثالی سمجھے جاتے تھے اب ان میں بھی بے پردگی، آوارگی، بے حیائی اور جنس پرستی کا عفریت اپنی پوری فتنہ سامانیوں اور تباہ کاریوں کے ساتھ گھس آیا ہے، اس تشویشناک بے راہ روی کے اسباب اتنے متنوع اور مختلف ہیں کہ محض کوئی ایک اقدام اس کے انسداد کے لیے کافی نہ ہوگا، خاص طور مندرجہ ذیل چیزیں فحاشی کو روز بروز ہوا دے رہی ہیں۔

1۔ ملک کے تمام شہروں میں سینما ہاؤس قائم ہیں جہاں دن رات حیا سوز فلمیں دکھا کر شرافت و متانت کو ذبح کیا جاتا ہے، ان فلموں میں عریانیت، فحاشی اور جنس پرستی کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ خاص طور سے غیر ملکی فلموں میں ہیجان انگیزی اور ہوس پرستی کے مناظر دکھائے جاتے ہیں وہ نوجوان نسل کے لیے سم قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں اور جب سیکڑوں افراد ان شرمناک مناظر کو ایک ساتھ بیٹھ کر دیکھتے ہیں تو ان کی قباحت اور شناعت کا تصور لمحہ بہ لمحہ ختم ہوتا چلا جاتا ہے، نگاہیں اس انسانیت کش برائی کی معادی ہوتی چلی جاتی ہیں اور جنس پرستی کی یہ بیماری ایک متعدی جذام کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

2۔ ٹیلی ویژن نے یہ قیامت ڈھائی ہے کہ بے حیائی کے جو کام سینما ہالوں، نائٹ کلبوں اور رقص گاہوں تک محدود تھے اب اس کے ذریعہ ایک ایک گھر کے ڈرائنگ روم میں گھس آئے ہیں جو لوگ سینما جانے سے کتراتے تھے وہ اب گھر بیٹھے اس "دولت" سے سرفراز ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ چھوٹے بڑے اور اپنے پرائے کی تمیز اس حد تک مٹ گئی ہے کہ باپ بیٹیاں، بہن بھائی رقص و سرور اور فلموں کے خالص جنسی مناظر نہ صرف ایک ساتھ بیٹھ کر دیکھتے ہیں بلکہ ان

تبصرے کرتے ہیں اور بعض گھرانوں میں یہ صورت بھی عام ہوگئی ہے کہ آس پاس کے پڑوسی اور محلے کے دوست احباب خاص پروگرام دیکھنے کے لیے جمع ہوجاتے ہیں اور اجنبی لڑکے لڑکیاں بھی یکجا ہوکر ٹی وی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

3۔اخبارات نے عریانی وفحاشی کی نشرواشاعت پر کمر باندھ لی ہے' فلمی اشتہارات کے حصے میں جو بسا اوقات کئی صفحات پر چھایا ہوا ہوتا ہے روزانہ بہیمیت اور درندگی کا جہنم دہکا ہوا ہوتا ہے اور اس میں ایسی تصاویر اور عبارتیں چھپتی ہیں جن سے شیطان بھی پناہ مانگتا ہو' اخبارات آج کل ہر غریب سے غریب انسان کی ضروریات زندگی میں شامل ہو چکے ہیں اس لیے فحاشی اور عریانی کا یہ سڑا ہوا ملغوبہ ان گھرانوں میں بھی پہنچتا ہے جہاں ٹی وی تک کا گزر نہیں' ظاہر ہے کہ گھر کے لڑکوں اور لڑکیوں سے ان اخبارات کی حفاظت کون کرسکتا ہے؟ چنانچہ پاکیزہ سے پاکیزہ گھرانوں میں بھی عریانی وفحاشی کے یہ پلندے بڑے بوڑھوں سے لے کر بچوں عورتوں تک سب کی نگاہ سے گزرتے ہیں۔

4۔رسائل وجرائد نے عریانیت کو ایک مستقل ذریعہ تجارت بنا رکھا ہے نہ جانے کتنے رسالے ہیں جو صرف عریاں تصویروں' فحش افسانوں اور بے حیائی کے مضامین کے ذریعے چل رہے ہیں اور ان سے جنس پرستی کا رجحان روز بروز قوت اختیار کررہا ہے۔

5۔اشتہار بازوں نے عورت کو پیسے کمانے کا ایک حربہ سمجھ لیا ہے' چنانچہ دنیا کی کسی چیز کا اشتہار عورت کی تصویر کے بغیر مکمل نہیں ہوتا' قدرت کی اس مقدس تخلیق کو ایک کھلونا بنا کر استعمال کیا جارہا ہے اور اس کے ایک ایک عضو کی عریاں نمائش کرکے گاہکوں کو مال خریدنے کی دعوت دی جارہی ہے' چنانچہ سڑکوں پر چلتے ہوئے ایک شریف انسان کے لیے نظروں کو بچانا انتہائی مشکل ہے' خاص طور سے فلموں کے اشتہارات کے لیے قدم قدم پر جو سائن بورڈ آویزاں ہیں وہ ہر آن فحاشی کی تبلیغ کررہے ہیں۔

6۔نیم عریاں نہیں بلکہ عریاں تصویروں کی خرید وفروخت عام ہوچکی ہے اور نئی نسل کے لڑکے لڑکیاں ایسی ایسی تصویروں کے پورے البم کھلم کھلا خرید رہے ہیں جن میں انسانوں کو گدھوں اور کتوں کی طرح جنسی اختلاط کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔

7۔ خاص خاص مقامات میں ایسی بلو فلمیں بڑی بڑی قیمتیں وصول کرکے دکھائی جاتی ہیں جن میں انسانوں کے جسم پر کپڑے نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اور جنہیں دیکھ کر درندے بھی شرما جائیں' اگرچہ اس قسم کی تصاویر قانوناً ممنوع ہیں اور بعض دفعہ اس قسم کے اڈوں پر پولیس کے چھاپے بھی پڑتے رہتے ہیں لیکن اس قسم کے ہنگامی یا مصنوعی اقدامات سے اس انسانیت سوز بدکاری کے رواج میں کوئی کمی نہیں آرہی بلکہ یہ اُڑتی ہوئی خبریں شائع ہوئی تھیں کہ اس قسم کی فلمیں اب پاکستان میں بھی بننے لگی ہیں اور فلم اور ٹی وی کا کچھ عملہ اس میں ملوث ہے اگرچہ بعد میں اس کی تردید بھی شائع ہوگئی' لیکن اگر اس میدان میں ترقی کی یہی مقدار رہی تو کسی دن اس خبر کی بھی تصدیق ہوجائے تو بعید نہیں اور ان خبروں کا نقد فائدہ تو شام کے اخبارات نے حاصل کرلیا کہ بلو فلموں کے تعارف پر اور ان کی تاریخ پر مضامین اور نمونے کے طور پر اس کی کچھ تصویریں شائع کرکے چند روز کے لیے زیادہ آمدنی کا سامان پیدا کرلیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

پھر یہ ساری رام کہانی تو صرف ان فحاشیوں کی ہے جو متوسط اور کم آمدنی والے طبقوں میں پھیلی ہوئی ہیں ان سے آگے بڑھ کر دولت مند طبقوں اور نام نہاد ''اونچی سوسائٹیوں'' میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا تصور بھی لرزہ خیز ہے۔ ''ماڈل گرلز'' اور ''سنگر گرلز'' کے ذریعہ عصمت فروشی تہذیب کا جزو بن گئی ہے' پستی' ذلت اور کمینگی کی انتہاء ہے' ان ''اونچے حلقوں'' میں ''تبادلہ ازواج'' کے باقاعدہ کلب قائم ہیں جن میں دیوثی کو باقاعدہ ایک فن بنالیا گیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

پھر حیرت ناک اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ شرافت وانسانیت کی یہ قتل گاہیں اس ملک اور اس معاشرے میں سرگرم عمل ہیں جہاں صرف بداخلاق' آبرو باختہ اور بے حیا افراد نہیں بستے بلکہ ان فحاشیوں کو سچے دل سے پسند کرنے والے بہت کم ہیں اور ایک بھاری تعداد ان مسلمانوں کی ہے جو ان تمام بیراہیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن شرفاء کے اس انبوہ میں کوئی خدا کا بندہ ایسا نہیں ہے جو فحاشی کے دلالوں سے پوچھ سکے کہ تم اس ستم رسیدہ قوم کو اور مصیبت زدہ ملت کو تباہی کے کس غار کی طرف لے جا رہے ہو؟ ہماری بے حسی کا عالم یہ ہے کہ ہم صبح وشام اپنی آنکھوں سے اپنے بچوں اور نوجوانوں کو فحاشی کی بھینٹ چڑھتا دیکھتے ہیں لیکن ان کو اس مصیبت سے بچانے کا کوئی جذبہ ہمارے دل میں پیدا نہیں ہوتا' نہ ہمیں اس نسل نوخیز پر کوئی رحم آتا ہے' نہ ان کے مستقبل کی کوئی فکر دامن گیر ہوتی ہے' نہ ہی تباہی کے اس سیلاب کو روکنے کے لیے سینوں میں عزم وعمل کی کوئی لہر اٹھتی ہے' کوئی بہت زیادہ حساس انسان ہے تو وہ اس صورت حال پر ایک ٹھنڈی آہ بھر کر خاموش ہو جاتا ہے' زیادہ سے زیادہ کسی محفل میں اس کی برائیوں پر تبصرہ کر لیتا ہے لیکن یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟......

اس سیلاب کو روکنے کی عملی صورت کیا ہے؟ ان تمام سوالات کے آگے ہماری عقل وفکر' فہم وفراست قوت عمل اور نیکی وتقویٰ کے جذبات نے سپر ڈال رکھی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے صرف سینما' ٹی وی' ریڈیو' نشر واشاعت کے ذرائع اور حکومت کی بے حسی کا شکوہ کرنے سے بات نہیں بنتی' یہ سب چیزیں بلاشبہ اس تباہی کی ذمہ دار ہیں لیکن ہمیں یہ بات کبھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ کہ اس کی بہت بڑی ذمہ داری خود ہم پر عائد ہوتی ہے' اگر ہم خود اپنے جدوجہد وعمل سے اس فحاشی وعریانی کے خلاف ایک عام مدافعانہ شعور پیدا کر سکتے تو ممکن نہیں تھا کہ مذکورہ بالا ادارے جسارت اور ڈھٹائی کی اس حد پر اتر آئیں' جو لوگ ہمارے معاشرے میں بے حیائی کی یہ لعنت پروان چڑھا رہے ہیں انہیں معلوم ہو جاتا کہ ان کا یہ عمل صرف آخرت کے وبال ہی کو نہیں بلکہ دنیا میں بھی عوامی غیظ وغضب کو دعوت دے گا۔

لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ بسوں کے کرائے میں چند پیسوں کا اضافہ ہو جائے تو ہم ہاتھوں میں اینٹیں پتھر لے کر سڑکوں پر نکل آتے ہیں' ہماری تنخواہوں میں معمولی کمی رہ جائے تو ہم فریاد واحتجاج کے نعروں سے آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں' اشیائے خوردنی کے دام بڑھ جائیں تو ہماری چیخ وپکار سات سمندر پار تک پہنچتی ہے اور ملک کا کوئی گوشہ ہمارے غم وغصہ کی یلغار سے خالی نہیں رہتا' لیکن نشر واشاعت کے یہ ادارے ہمارے نوجوانوں میں جنس پرستی کا کوڑھ پھیلاتے ہیں تو

ہمارے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی' جب کوئی مال و زر کا پجاری نوجوانوں کو لوٹنے کے لیے کھلے چوراہوں پر عریاں تصاویر نصب کرتا ہے تو کوئی ہاتھ اسے روکنے کے لیے نہیں اٹھتا' جب کوئی جنسی مریض ٹی وی کے عریاں پروگراموں کے ذریعہ ہمارے ایمان و اخلاق پر ڈاکہ ڈالتا ہے تو کوئی زبان اس احتجاج کے لیے نہیں کھلتی' اور جب اخبارات کے فلمی اشتہار ہمارے بچوں کو ڈھور ڈنگر بننے کا سبق دیتے ہیں تو ہمارے سینوں میں اشتعال کی کوئی لہر بیدار نہیں ہوتی۔

آج تو ایسے لوگ موجود ہیں جو کم از کم دل ہی دل میں اس صورت حال سے نفرت کرتے ہیں لیکن اگر ہماری بے حسی کا یہی عالم رہا تو ڈریئے اس دن سے جب کوئی بھلا مانس ان بدعنوانیوں کو چیخ چیخ کر بھی برا بھلا کہے گا تو غلاظتوں کے ڈھیر میں پروان چڑھی قوم اسے دیوانہ قرار دے گی۔

مغرب کے "ترقی یافتہ ممالک" ایک پیکر عبرت بن کر ہمارے سامنے ہیں جنہوں نے فحاشی کے عفریت کو کھلی چھوٹ دے کر اپنے آپ کو اس مقام پر پہنچالیا ہے جہاں سے واپسی ممکن نہیں' آج ان کے مفکرین گلا پھاڑ پھاڑ کر چلاتے بھی ہیں تو ان کی شنوائی نہیں ہوتی' وجہ یہ ہے کہ جنسی جذبہ جب اعتدال سے بڑھ جاتا ہے تو اسے کسی حد پر روکنا ممکن نہیں رہتا' موجودہ حالات اس بات کے گواہ ہیں کہ جنسی لذت کا شوق فطرت سلیمہ کی سرحد پار کرنے کے بعد ایک نہ مٹنے والی بھوک اور نہ بجھنے والی پیاس میں تبدیل ہوجاتا ہے' انسان کو اس بیماری میں مبتلا ہونے کے بعد لطف ولذت کے کسی درجہ پر صبر نہیں آتا' وہ انسانیت وشرافت کی ایک ایک قدر کو بھنبھوڑ ڈالتا ہے' پھر بھی اسے قناعت نہیں ہوتی اور اس کی مثال صرف استسقاء کے اس ٹپکائے ہوئے مریض کی سی ہوجاتی ہے جو آس پاس کے سارے گھڑے خالی کرنے کے بعد بھی پیاسا کا پیاسا اس دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ابھی وقت ہے کہ ہم بے راہ روی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے کی کوشش کریں' جب پانی سر سے اونچا ہوجائے گا تو قانون اور اخلاقیات کی ساری مشینریاں اس طوفان کو روکنے میں ناکام ہوجائیں گی۔

ہماری نظر میں فوری ضرورت اس بات کی ہے کہ کچھ ملت کا درد رکھنے والے اصحاب صرف ایک انسدادِ فواحش کے مقصد لے کر کھڑے ہوں اور اسی کو اپنی سوچ بچار اور جدوجہد کا موضوع بنائیں' دنیا کے چھوٹے چھوٹے مقاصد کے لیے بڑی بڑی انجمنیں اور جماعتیں قائم ہیں لیکن کوئی ایسی انجمن نظر نہیں آتی جو خالص انسداد فحاشی کے لیے کام کررہی ہو اگر کوئی ایسی انجمن قائم ہوجائے اور اس کے اصحاب روزانہ کچھ وقت فارغ کر کے اس مقصد میں صرف کریں تو ابھی اصلاح کی کافی توقع کی جاسکتی ہے' اس انجمن کا طریقہ کار ہماری نظر میں حسب ذیل ہونا چاہیے۔

1۔عوام میں فحاشی وعریانی کے خلاف مدافعانہ شعور بیدار کرنا' اس غرض کے لیے تقریروں اور مذاکروں کا انعقاد اور تبلیغی لٹریچر کی تقسیم۔

2۔اخبارات کے مدیروں سے ملاقات کرکے انہیں اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ اپنے جرائد میں فحش تصویروں' عریاں اشتہارات اور غیر اخلاقی خبروں اور مضامین کا مکمل بائیکاٹ کریں' مدیرانِ جرائد میں غالباً اکثریت ایسے لوگوں کی

ہے جنہیں ذاتی طور پر فحاشی کی ترویج کا شوق نہیں لیکن وہ بے سوچے سمجھے زمانے کی رو پر بہہ رہے ہیں اور اگر انہیں افہام و تفہیم کے ذریعے قائل کیا جاسکے تو شاید ان کے دل میں کوئی احساس پیدا ہو اور وہ اپنی اس روش کو بدل سکیں۔

3۔ جو اخبارات اپنی اس روش سے باز نہ آئیں عوام میں ان کے بائیکاٹ کی مہم چلائی جائے۔

4۔ ریڈیو اور ٹی وی کے ذمہ داروں سے معزز شہریوں کے وفود ملاقات کریں اور انہیں فحاشی و بے حیائی کے پروگراموں سے روکنے کی کوشش کی جائے۔

5۔ عوامی وفود حکومتی ذمہ داروں کے پاس پہنچیں اور انہیں اس سنگین سورت حال کے خلاف اپنے جذبات سے آگاہ کریں، نشر و اشاعت کے ذرائع ہر معاملے میں حکومتی پالیسی کا رخ دیکھتے ہیں اور اس کے مطابق اپنے عمل کا ڈھانچہ تیار کرتے ہیں، موجودہ بے لگامی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ ان کو اس بات کا یقین ہے کہ حکومت اس قسم کے اقدامات کو پسند نہیں کرتی، اس کے برخلاف اگر انہیں یہ احساس دلایا جائے کہ فحاشی و عریانی کا یہ انداز حکومت کی پالیسی کے خلاف ہے تو اس بے لگام ذہنیت میں ضرور کمی آئے گی۔

6۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان سے ملاقات کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ وہ ''انسدادِ فواحش'' کے لیے ایک جامع قانون اسمبلی کے ذریعے منظور کرائیں جس کے ذریعے ملک بھر میں عریانی و فحاشی کے تمام اقدامات پر پابندی لگائی جاسکے۔

7۔ عوام میں اس بات کی تحریک چلائی جائے کہ وہ ٹیلیویژن کے ایسے پروگراموں کا قطعی بائیکاٹ کریں گے جو شرم و حیا کی روایات کے خلاف ہو۔

یہ کام ایک دو روز میں پورا ہو جانے والا نہیں ہے، اسکے لیے مسلسل جدو جہد، متواتر عمل اور مستقل سوچ بچار کی ضرورت ہے جب تک کوئی مُعین جماعت اس کام کے لیے کھڑی نہیں ہوگی اس وقت تک اس کی اہمیت محسوس کرنے والے حضرات بھی آج سے کل اور کل سے پرسوں پر ٹلاتے رہیں گے لیکن یہ ضروری ہے کہ جو جماعت یا انجمن یہ کام لے کر اٹھے اس پر کوئی سیاسی چھاپ نہ ہو اور اس میں ہر شعبہ زندگی کے افراد شامل ہوں اور وہ صرف اس محدود کام کو اپنا محور و مقصد بنا کر سرگرم ہوں، کام شروع کرنے کے بعد اسے خود اس کے نئے نئے راستے نظر آئیں گے اور دل میں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا شوق، اسلام کے لیے خلوص اور ملت کا سچا درد ہو تو ایسی کوشش رائیگاں نہیں جاسکتی۔

اللہ تعالیٰ کچھ حساس دلوں میں اس کام کی اہمیت پیدا فرمادے اور وہ وقت کی اس اہم ضرورت کو پورا کر سکیں اور کسی صاحب دل کے سینے میں ان عاجزانہ گزارشات سے حرکت پیدا ہو اور وہ اس سلسلہ میں کوئی کام کرنے کا ارادہ کریں تو وہ مشورے کے لیے احقر کو بھی مطلع فرمادیں تو ممنون ہوں گا۔

☆......☆......☆